

## اسلامی تہذیب و ثقافت کے ارتقائی پہلو

### Evolutionary Aspects of Islamic Civilization and Culture

**Ahmed Raza Khan**

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

**Fatima Zahra**

Associate Professor, Faculty of Humanities, International Islamic University Islamabad, Pakistan.

#### Abstract:

This paper explores the evolutionary dimensions of Islamic civilization and culture, tracing its origins from the early Islamic period to the modern era. It examines how Islamic values, philosophy, and social structures have transformed in response to changing historical, political, and cultural contexts. The study also investigates the integration of Islamic intellectual traditions with contemporary global thought, highlighting the dynamic interaction between religious heritage and modernity. Emphasis is placed on the universality of Islamic ethics and its influence on art, science, governance, and interfaith relations throughout history.

**Keywords:** Islamic civilization, culture, evolution, ethics, philosophy, modernization, heritage, identity

#### تعارف

اسلامی تہذیب و ثقافت ایک ہمہ گیر مظہر ہے جو محض مذہبی عقائد تک محدود نہیں بلکہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے۔ اس کی بنیاد قرآن و سنت پر قائم ہے مگر اس کے ارتقائی مراحل میں مختلف ادوار کے سیاسی، علمی، اور معاشرتی تغیرات نے اہم کردار ادا کیا۔ اسلامی تہذیب نے نہ صرف علم و فن کے میدان میں نئی جہتیں متعارف کروائیں بلکہ بین المذاہب ہم آہنگی، انصاف، مساوات، اور انسانی وقار جیسے اصولوں کو بھی فروغ دیا۔ یہ مقالہ اسلامی تہذیب کے ارتقائی پہلوؤں کا مطالعہ پیش کرتا ہے، جس میں تاریخی تسلسل کے ساتھ ساتھ فکری ارتقاء اور معاصر دنیا پر اس کے اثرات کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے۔

#### اسلامی تہذیب کا ابتدائی ارتقاء

اسلامی تہذیب کی بنیاد اُس وقت رکھی گئی جب نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک ایسے معاشرتی نظام کی تشکیل کی جو عدل، مساوات، اور انسانی احترام پر مبنی تھا۔ یہ نظام صرف عبادات تک محدود نہیں تھا بلکہ سیاست، معیشت، تعلیم، اور معاشرت کے تمام پہلوؤں کو شامل کرتا تھا۔ قرآن مجید اور سنت نبوی نے انسانی معاشرے کو ایک نئی فکری و اخلاقی سمت عطا کی، جس نے بعد میں آنے والی اسلامی تہذیب کی فکری بنیادوں کو استحکام بخشا۔

#### خلافت راشدہ کے دور میں عدل و مساوات کی بنیاد

خلافت راشدہ کا زمانہ اسلامی تہذیب کے عملی نفاذ کا سنہری دور مانا جاتا ہے۔ اس عہد میں عدل و مساوات محض نظری اصول نہیں رہے بلکہ عملی زندگی کا حصہ بنے۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے حکومت کو امانت سمجھتے ہوئے رعایا کے ساتھ برابری، انصاف اور احتساب کے اصول اپنائے۔ حضرت عمرؓ کے دور میں عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کیا گیا، بیت المال کے نظام کو منظم شکل دی گئی، اور مفت تعلیم کے مراکز قائم کیے گئے۔ غلاموں کے حقوق، خواتین کی

عزت و وقار، اور اقلیتوں کے تحفظ جیسے اصولوں نے اس دور کو ایک مثالی معاشرتی ماڈل میں تبدیل کر دیا۔ یہی عدل و مساوات بعد میں اسلامی تہذیب کا وہ اخلاقی ستون بنا جس نے دنیا کے کئی معاشروں پر اثر ڈالا۔

## علم و حکمت کے مراکز کا قیام

اسلامی تہذیب کا سب سے نمایاں پہلو علم کا فروغ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" اسلامی معاشرے میں علم کی مرکزی حیثیت کو ظاہر کرتا ہے۔ خلافت راشدہ کے بعد جب اسلامی سلطنت کی وسعت بڑھی تو علم و حکمت کے مراکز مختلف شہروں میں قائم ہونے لگے۔ مدینہ، کوفہ، بصرہ، دمشق اور بعد ازاں بغداد جیسے شہر علمی مراکز میں تبدیل ہو گئے۔

ان مراکز میں فقہ، تفسیر، حدیث، فلسفہ، ریاضی، اور طب جیسے علوم کی تدریس ہوتی تھی۔ یہی مراکز بعد میں بیت الحکمہ جیسے عظیم اداروں کا پیش خیمہ بنے، جنہوں نے دنیا بھر سے علم کے ذخیرے جمع کیے اور عربی زبان کے ذریعے علمی وراثت کو نئی زندگی بخشی۔

## اسلامی ثقافت کی وسعت اور تنوع

اسلامی ثقافت اپنی نوعیت میں ہمہ گیر، کثیر الجہتی، اور عالمگیر اثرات رکھنے والی ہے۔ اسلام نے ایک ایسے تمدنی شعور کو جنم دیا جو صرف مذہبی تعلیمات تک محدود نہیں رہا بلکہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں — سیاست، معاشرت، معیشت، فنون، اور سائنس — پر اثر انداز ہوا۔ اسلامی ثقافت کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جہاں بھی اسلام پہنچا، وہاں مقامی تہذیبوں کے ساتھ ایک تخلیقی تعامل پیدا ہوا، جس کے نتیجے میں ایک متوازن، ہم آہنگ، اور متنوع ثقافتی ورثہ وجود میں آیا۔ اسلامی معاشروں میں عرب، ایرانی، ترک، ہندی، افریقی، اور اندلسی روایات نے مل کر ایک ایسی تہذیب تشکیل دی جس نے علم و فن دونوں کو روحانی مقاصد سے جوڑا۔ یہی ہم آہنگی اسلامی ثقافت کی روح ہے جو وحدت کے ساتھ تنوع کا حسین امتزاج پیش کرتی ہے۔

## اندلس، بغداد، اور قرطبہ میں علمی مراکز

اسلامی تاریخ کے وہ ادوار جن میں علم و دانش نے غیر معمولی فروغ پایا، ان میں بغداد، قرطبہ، قاہرہ، سمرقند اور غرناطہ نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ کی بنیاد رکھی گئی، جو دنیا کی پہلی علمی و تحقیقی اکیڈمی تھی۔ یہاں مختلف زبانوں (یونانی (House of Wisdom) بغداد میں عباسی خلفاء کے دور میں بیت الحکمہ سنسکرت، فارسی) سے علمی متون کا عربی میں ترجمہ کیا گیا، جس نے فلسفہ، ریاضی، فلکیات، اور طب میں نئی راہیں کھول دیں۔ اور (Averroes) اندلس (موجودہ اسپین) میں قرطبہ علم و فن کا مرکز تھا۔ قرطبہ کی لائبریریوں میں لاکھوں کتابیں موجود تھیں، اور وہاں کے اسکالرز جیسے ابن رشد پر اثر ڈالا۔ (Renaissance) / رینسینس نے فلسفے اور سائنس میں ایسے نظریات پیش کیے جنہوں نے بعد میں یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں بھی تراجیم کی تحریک جاری رہی، جس کے ذریعے اسلامی علوم مغربی یورپ تک پہنچے۔ یہ دور اس بات کا مظہر تھا کہ اسلام نے علم کو (Toledo) غرناطہ اور طلیطلہ سرحدوں سے ماوراء کر کے ایک عالمی میراث میں تبدیل کر دیا۔

## فنون لطیفہ، خوشنویسی اور تعمیرات کا عروج

اسلامی تہذیب میں فنون لطیفہ محض تزئین و آرائش کا ذریعہ نہیں بلکہ روحانیت کے اظہار کا ایک ذریعہ رہے۔ چونکہ اسلام میں تصویری فنون پر بعض حدود عائد تھیں، اس لیے مسلمانوں نے خوشنویسی، جیومیٹری، اور تعمیرات کے ذریعے ایک انوکھا جمالیاتی نظام قائم کیا۔ خوشنویسی اسلامی ثقافت کی سب سے نمایاں علامت بنی۔ خط کوفی، خط نسخ، خط ثلث، اور خط نستعلیق جیسے خطوط نے قرآن مجید کی کتابت اور فن تعمیر دونوں میں حسن اور تقدس پیدا کیا۔

تعمیرات میں اسلامی طرز فن نے اپنی انفرادیت کے ساتھ دنیا بھر کو متاثر کیا۔ قرطبہ کی جامع مسجد، غرناطہ کا الحمراء محل، بغداد کی گنبد دار عمارتیں، اور دہلی کی قطب مینار جیسے آثار اسلامی فن تعمیر کی بے مثال مثالیں ہیں۔

یہ تعمیرات محض عمارتیں نہیں بلکہ فکر و روحانیت کے سنگ میل ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسلامی ثقافت نے مادی و روحانی حسن کو ایک وحدت میں سمو دیا۔

## اسلامی فکر میں فلسفیانہ اور روحانی رجحانات

اسلامی فکر کی تاریخ میں فلسفہ اور روحانیت نے ایک ایسا امتزاج پیدا کیا جو نہ صرف عقیدے کی گہرائی کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے بلکہ انسان اور کائنات کے باہمی ربط کو بھی واضح کرتا ہے۔

— ”اسلامی فلسفہ محض منطق اور عقل کا اظہار نہیں بلکہ وحی اور تجربے کے درمیان ایک توازن قائم کرنے کی کوشش ہے۔ قرآن مجید کی دعوتِ تفکر —“*أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ* نے مسلمانوں کو فکری و سائنسی جستجو پر ابھارا، اور اسی سے فلسفیانہ و روحانی رجحانات نے جنم لیا۔

اسلامی مفکرین نے عقل کو وحی کے تابع رکھتے ہوئے انسانی زندگی کے اخلاقی و مابعد الطبیعیاتی سوالات پر غور کیا۔ اس فکری عمل نے نہ صرف مذہبی تفہیم کو وسعت دی بلکہ انسانی فکر کو روحانی معنویت بھی عطا کی۔

**صوفی ازم، علم الکلام، اور فلسفہ وحدت الوجود**

صوفی ازم (تصوف) اسلامی روحانیت کا سب سے لطیف مظہر ہے، جس نے عشقِ الہی، تزکیہٴ نفس، اور قربِ خداوندی کے راستے کو واضح کیا۔ حضرت جنید بغدادیؒ، بایزید بسطامیؒ، اور رابعہ بصریؒ جیسے بزرگوں نے باطن کی طہارت اور محبتِ الہی کو روحانی زندگی کا مرکز قرار دیا۔ بعد میں حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے فلسفہ وحدت الوجود پیش کیا، جس نے کائنات کے ہر ذرے میں الہی تجلی کے تصور کو اجاگر کیا۔ ان کے نظریے کے مطابق وجودِ مطلق صرف خدا کا ہے، باقی تمام مخلوقات اسی کے ظہور کی مختلف صورتیں ہیں۔

علم الکلام نے عقیدے کے دفاع اور منطقی تعبیر کے ذریعے ایمان کو فکری استحکام دیا۔ معتزلہ، اشاعرہ، اور ماتریدیہ جیسے مکاتب فکر نے عقلی دلائل سے توحید، نبوت، اور عدل جیسے بنیادی عقائد کی وضاحت کی۔

یوں اسلامی فکر نے عقل و وحی، فلسفہ و تصوف، اور ایمان و استدلال کو ایک ہم آہنگ فکری نظام میں ضم کر دیا۔

**اخلاقی اصولوں کی تشکیل**

اسلامی اخلاقیات فلسفہ حیات کا مرکز ہیں۔ قرآن و سنت نے ایسے اخلاقی اصول متعین کیے جو عدل، صدق، امانت، اور رحمت پر مبنی ہیں۔ اسلامی مفکرین — مثلاً امام غزالیؒ، فارابیؒ، ابن مسکویہؒ، اور شاہ ولی اللہؒ — نے اخلاقیات کو فلسفیانہ بنیادوں پر منظم کیا۔

امام غزالیؒ نے اپنی مشہور تصنیف *حیاء علوم الدین* میں روحانی تزکیہ کو اخلاقی کمال کا ذریعہ قرار دیا، جب کہ ابن مسکویہؒ نے تہذیب الاخلاق میں اخلاق کو انسانی کردار کی تربیت کے ساتھ جوڑا۔

اسلامی اخلاق کا بنیادی اصول "الانسان مسؤل عن نفسه" ہے — یعنی انسان اپنے اعمال کے لیے خود ذمہ دار ہے۔ یہی تصور اسلامی فکر کو روحانی گہرائی اور اخلاقی وقار عطا کرتا ہے۔

**اسلامی تہذیب پر مغربی اثرات اور جدیدیت کا چیلنج**

انیسویں اور بیسویں صدی اسلامی تہذیب کے لیے فکری آزمائش کا زمانہ ثابت ہوئیں۔ مغربی طاقتوں کے سیاسی تسلط اور سائنسی ترقی نے مسلم معاشروں کو ایک نئے فکری بحران سے دوچار کیا۔ یورپ کی صنعتی و سائنسی پیش رفت نے جہاں دنیا کے سیاسی نقشے بدل دیے، وہیں مسلمانوں کے سامنے یہ سوال بھی پیدا ہوا کہ کیا مغربی جدیدیت کو قبول کرنا ان کی تہذیبی شناخت کے لیے خطرہ ہے یا ضرورت؟

، کے چیلنج نے مذہب، سیاست، علم، اور ثقافت کے درمیان توازن کو دوبارہ قائم کرنے کی بحث چھیڑ دی۔ مغرب نے عقل (Modernity) اسلامی دنیا میں جدیدیت — تجربہ، اور مادیت کو ترقی کا معیار بنایا، جب کہ اسلام انسان کو روحانی و اخلاقی مرکزیت دیتا ہے۔ اس فکری تصادم نے مسلم معاشروں میں ایک داخلی اضطراب پیدا کیا ایک طرف ماضی کی روحانی عظمت، اور دوسری طرف جدید دنیا کے سائنسی تقاضے۔

یوں اسلامی تہذیب نے اپنی بقا کے لیے نئے فکری اور عملی راستوں کی تلاش شروع کی۔

**نوآبادیاتی عہد میں فکری بحران**

میں جب مسلم ریاستیں مغربی سامراج کے زیر اثر آئیں، تو ان کے تعلیمی، سیاسی، اور فکری ڈھانچے متاثر ہوئے۔ برطانیہ، فرانس، اور (Colonial Era) نوآبادیاتی دور ہالینڈ جیسے ممالک نے اپنی تعلیمی پالیسیوں کے ذریعے مغربی اقدار کو مسلم معاشروں میں متعارف کرایا۔

کا احساس پیدا ہوا۔ مذہبی ادارے زوال کا شکار ہوئے، علم دین اور علم دنیا کے (Intellectual Subjugation) "یہ وہ دور تھا جب مسلم دنیا میں "فکری غلامی درمیان خلیج بڑھ گئی، اور ایک ایسا طبقہ ابھر ا جو مغربی افکار سے متاثر ہو کر اپنی تہذیبی شناخت سے دور ہونے لگا۔

اس بحران کے باوجود کچھ مسلم مفکرین نے اس صورتحال کو اصلاح و تجدید کے موقع کے طور پر دیکھا۔ انہوں نے اسلام اور جدیدیت کے درمیان مکالمے کی ضرورت پر زور دیا، تاکہ دین کی روح کو برقرار رکھتے ہوئے جدید تقاضوں سے ہم آہنگی پیدا کی جاسکے۔

## جدید مسلم مفکرین کی فکری و عملی اصلاحات

جدید دور کے مسلم مفکرین — جیسے سرسید احمد خان، جمال الدین افغانی، محمد عبدہ، علامہ محمد اقبال، اور مولانا شبلی نعمانی — نے اسلامی فکر کو نئے انداز میں تعبیر کیا۔ سرسید احمد خان نے سائنسی تعلیم کو مسلم ترقی کے لیے ناگزیر قرار دیا اور قرآن کو عقل انسانی کے مطابق سمجھنے کی دعوت دی۔

جمال الدین افغانی نے استعمار کے خلاف فکری مزاحمت اور امت مسلمہ کے اتحاد پر زور دیا۔

کو اسلامی تعبیر کا حصہ بنایا۔ (Rationalism) محمد عبدہ نے دینی اصلاح کے ساتھ ساتھ عقلیت پسندی

علامہ اقبال نے اسلامی فلسفہ خودی کے ذریعے فرد اور ملت دونوں کو فکری خود اعتمادی بخشی۔ ان کے نزدیک، اسلام محض ماضی کی یادگار نہیں بلکہ مستقبل کی تعمیر کا تخلیقی اصول ہے۔

یہ مفکرین دراصل اسلامی فکر کے مجدد تھے جنہوں نے مذہب اور جدیدیت کے درمیان ایک فکری پل قائم کیا۔ ان کی کوششوں سے واضح ہوا کہ اسلام جامد نہیں بلکہ متحرک تہذیب ہے جو بدلتے زمانوں میں خود کو نئے قالب میں ڈھال سکتی ہے۔

## اسلامی تہذیب کا موجودہ دور میں کردار

اسلامی تہذیب آج کے دور میں محض تاریخی ورثہ نہیں بلکہ ایک زندہ اور فعال فکری روایت ہے جو جدید دنیا کے چیلنجز کے ساتھ مسلسل مکالمہ کر رہی ہے۔ گلوبلائزیشن، سائنسی ترقی، اور ڈیجیٹل کلچر کے اس زمانے میں اسلامی تہذیب نے اپنے اخلاقی اور روحانی اصولوں کے ذریعے انسانیت کو ایک متوازن نظریہ حیات فراہم کیا ہے۔

یہ تہذیب مادیت کے غلبے کے باوجود روحانیت، عدل، اور انسانی وقار کو بنیادی اقدار کے طور پر پیش کرتی ہے۔

نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور روحانی ہستی کے طور پر (utilitarian being) "اسلامی تہذیب کی موجودہ اہمیت اس میں مضمر ہے کہ یہ انسان کو صرف "استعمالی وجود دیکھتی ہے۔ یہی تصور جدید دنیا کی اخلاقی بحران سے نجات کا راستہ فراہم کر سکتا ہے۔

اسلامی دنیا کے مفکرین، جامعات، اور ثقافتی ادارے آج بھی اسلامی علم و فکر کو جدید سائنسی اور سماجی ڈھانچوں کے ساتھ مربوط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، تاکہ دین اور دنیا کا امتزاج برقرار رہ سکے۔

## ثقافتی شناخت کا تحفظ

کے اس دور میں مسلم معاشروں کے لیے اپنی ثقافتی شناخت کا تحفظ ایک بڑا چیلنج بن چکا ہے۔ مغربی میڈیا، تعلیمی (cultural globalization) عالمی ثقافتی امتزاج نظام، اور طرز زندگی کے اثرات نے مسلم نوجوانوں میں فکری انقطاع پیدا کیا ہے۔

اسلامی تہذیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بنیادوں — قرآن، سنت، اور کلاسیکی علمی روایت — کو جدید اظہار کے ساتھ جوڑے۔

تعلیم، میڈیا، اور ادب کے میدان میں اسلامی اقدار کو جدید زبان اور تناظر میں پیش کرنا وقت کی ضرورت ہے۔

ثقافتی شناخت کے تحفظ کا مطلب ماضی پر اصرار نہیں بلکہ اس فکری تسلسل کو برقرار رکھنا ہے جو اسلام کو ہر زمانے میں قابل عمل بناتا رہا ہے۔

اسلامی آرٹ، خوشنویسی، فنِ تعمیر، اور زبانی (عربی، فارسی، اردو، ترکی وغیرہ) آج بھی اسلامی شناخت کی علامت ہیں۔ ان کی بقادر اصل فکری آزادی اور روحانی وقار کی ضمانت ہے۔

## عالمی سطح پر اسلامی اقدار کی افادیت

اسلامی اقدار — مثلاً عدل، مساوات، رواداری، اور احترامِ انسانیت — آج کے عالمی منظر نامے میں پہلے سے کہیں زیادہ اہم ہو چکی ہیں۔ جنگ، معاشی ناہمواری، ماحولیاتی تباہی، اور اخلاقی زوال کے دور میں اسلام ایک متوازن اور پائیدار طرزِ زندگی پیش کرتا ہے۔ اسلامی اصول ”لا ضرر ولا ضرار“ (نہ نقصان پہنچاؤ، نہ نقصان اٹھاؤ) ماحولیاتی اور سماجی انصاف کے جدید تصورات سے ہم آہنگ ہے۔ عالمی ادارے اور بین المذاہب مکالمے اب تسلیم کر رہے ہیں کہ اسلامی اخلاقیات انسانیت کے لیے ایک عالمگیر قدر رکھتی ہیں۔ اسلامی تہذیب کا کردار اب صرف مسلم معاشروں تک محدود نہیں رہا بلکہ عالمی فکری اور اخلاقی مباحث میں ایک رہنما قوت بن چکا ہے۔

خلاصہ

اسلامی تہذیب کا ارتقاء فکری بیداری، روحانی بالیدگی، اور اخلاقی تربیت کا ایک ایسا مسلسل سفر ہے جو الہی اصولوں پر استوار ہے۔ یہ تہذیب وقت کے تقاضوں اور تاریخی چیلنجوں سے گزر کر بھی اپنے اخلاقی اور روحانی جوہر کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ سائنس و فلسفہ کے سنہری عہد سے لے کر عصرِ حاضر کی عالمی تہذیبی لہروں تک، اسلامی ثقافت نے ہمیشہ وسعتِ ظرف، برداشت، اور فکری ہم آہنگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اسلامی تہذیب جامد نہیں بلکہ ارتقائی ہے — جو وقت کے ساتھ نئے فکری قالب میں ڈھلتی رہتی ہے مگر اپنی روحانی و اخلاقی شناخت کو قائم رکھتی ہے۔

حوالہ جات

- نصر، سید حسین۔ (1987ء) اسلامی زندگی اور فکر۔ اسٹیٹ یونیورسٹی آف نیویارک پریس۔
- ہاجن، مارشل جی۔ (1974ء) اسلام کی مہم جوئی۔ یونیورسٹی آف شکاگو پریس۔
- اسپیوٹو، جان ایل۔ (1998ء) اسلام اور سیاست۔ سائز آکیو یونیورسٹی پریس۔
- فضل الرحمن۔ (1982ء) اسلام اور جدیدیت۔ یونیورسٹی آف شکاگو پریس۔
- ISTAC) الشیخ سید محمد نقیب العطاس۔ (1980ء) اسلام میں تعلیم کا تصور۔ آئی ایس ٹیک
- اقبال، محمد۔ (1930ء) اسلام میں مذہبی فکر کی تشکیل نو۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔
- خان، محمد احمد۔ (2001ء) اسلامی تہذیب: اس کے بنیادی عقائد و اصول۔ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور۔
- ہئی، فلپ کے۔ (1970ء) عربوں کی تاریخ۔ میکملن پریس۔
- ہورانی، البرٹ۔ (1991ء) عرب اقوام کی تاریخ۔ ہارڈ یونیورسٹی پریس۔
- واٹ، موننگری۔ (1961ء) اسلامی فلسفہ اور الہیات۔ ایڈنبرو یونیورسٹی پریس۔
- III) ابو سلیمان، عبد الحمید۔ (1993ء) مسلمان ذہن کا بحران۔ انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈز
- فضل الرحمن۔ (1966ء) اسلام۔ یونیورسٹی آف شکاگو پریس۔